14 ستمبر 1961

از عدالت الاعظمیٰ

ریاست

بنام

کیپٹن جگجیت سنگھ

(کے۔این۔وانچو، کے۔سی۔داس گپتا اور جے۔سی شاہ، جسٹسز)

ضمانت۔جرم ایک دفعہ کے تحت قابل ضمانت ہے اور دوسری دفعہ کے تحت غیر ضمانتی۔طریقہ کار۔ انڈین آفیشل سیکریٹس ایکٹ، 1923 (XIX آف 1923)، دفعات 3، 5۔

مدعا علیہ جو ہندوستانی فوج کا سابق کیپٹن تھا اور ہندوستان میں ایک فرانسیسی کمپنی کے وفد میں ملازم تھا، اس کے خلاف سازش کرنے اور سرکاری راز ایک غیر ملکی ایجنسی کو سرکاری راز فراہم کرنے کے لئے سرکاری خفیہ ایکٹ کی دفعہ 3 اور 5 کے تحت مقدمہ چلایا گیا تھا۔سیشن جج نے ان کی ضمانت کی درخواست مسترد کر دی تھی لیکن ہائی کورٹ نے دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ اس بنیاد پر ضمانت منظور کر لی تھی کہ ان کا معاملہ صرف دفعہ 5 کے تحت آسکتا ہے جو قابل ضمانت ہے اور دفعہ 3 کے تحت نہیں جو قابل ضمانت نہیں ہے۔اس نے کوئی رائے ظاہر نہیں کی کہ اس وقت جو وعدہ کارروائی چل رہی تھی اس کے پیش نظر یہ معاملہ دفعہ 5 یا دفعہ 3 کے تحت آتا ہے یا نہیں۔ریاست کی اپیل پر۔

منعقد کہ گیا کہ ہائی کورٹ کو ضمانت کی درخواست کو یہ سمجھتے ہوئے آگے بڑھانا چاہیے تھا کہ یہ جرم دفعہ 3 کے تحت ہے اور اس لیے قابل ضمانت نہیں ہے۔اس کے بعد اسے مختلف امور کو مدنظر رکھنا چاہیے تھا جیسے کہ جرم کی نوعیت اور سنگینی، شواہد کا کردار، ملزم کے لیے مخصوص حالات، اس کے فرار ہونے کا امکان، گواہوں کے ساتھ

چھیڑ چھاڑ عوام اور ریاست کے وسیع تر مفادات اور اسی طرح کے دیگر تحفظات جو اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب کسی غیر ضمانتی جرم میں ضمانت کی درخواست کی جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ضمانت کے لئے درخواست دہندہ مفرور نہیں ہوسکتا ہے، یہ اپنے آپ میں ضمانت دینے کے لئے کافی بنیاد نہیں تھی۔

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1961 کی فوجداری اپیل نمبر 118۔

10 مئی 1901 کو دہلی میں پنجاب ہائی کورٹ (سرکٹ بنچ) کے 1961 کے فوجداری متفرق نمبر 255-ڈی کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل کی گئی۔

درخواست گزار کی جانب سے سالیسٹر جنرل آف انڈیا سی کے دپھتری، بپین بہاری لال، ٹی ایم سین اور آر ایچ ڈھیبر شامل ہیں۔

مدعا علیہ کی طرف سے این سی چٹرجی، مہر سنگھ چڈھا، اے کے ناگ اور آئی ایس ساہنی شامل ہیں۔

14 ستمبر 1961 عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس وانچو : مدعا علیہ جگجیت سنگھ اور دو دیگر کے خلاف سازش کا مقدمہ چلایا گیا اور انڈین آفیشل سیکریٹس ایکٹ 1923 کے دفعہ 3 اور 5 کے تحت بھی مقدمہ چلایا گیا۔ جواب دہندہ اس کا سابق کپتان ہے۔ ان کی گرفتاری کے وقت بھارتی فوج اور دیگر موجود تھے۔ دسمبر 1960ء میں وہ ایک فرانسیسی کمپنی کے ہندوستان میں وفد میں شامل تھے۔ دیگر دو افراد وزارت دفاع اور نئی دہلی کے آرمی ہیڈ کوارٹر میں ملازم تھے۔ تینوں افراد کے خلاف مقدمہ یہ تھا کہ انہوں نے سازش کے تحت سرکاری راز ایک غیر ملکی ایجنسی کو منتقل کیے تھے۔

مدعاعلیہ نے سیشن جج سے ضمانت کی درخواست کی۔لیکن ان کی درخواست کو دہلی کے ایڈیشنل سیشن جج نے مسترد کر دیا تھا۔اس کے بعد مدعا علیہ نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 498 کے تحت ہائی کورٹ میں درخواست دی،اور ہائی کورٹ کے سامنے بنیادی دلیل یہ تھی کہ حقائق کی بنیاد پر مدعاعلیہ کے خلاف مقدمہ صرف ایکٹ کی دفعہ 5 کے تحت ہوسکتا ہے،جو قابل ضمانت ہے اور دفعہ 3 کے تحت نہیں جو قابل ضمانت نہیں ہے۔عدالت عالیہ کا خیال تھا کہ اس مرحلے پر اس سوال پر جانا شاید ہی ممکن تھا کہ دفعہ 3 یا دفعہ 5 کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں۔لیکن یہ کہ مدعاعلیہ کی طرف سے تجویز میں حقیقت تھی کہ یہ معاملہ قابل سماعت ہے۔نتیجتاً ہائی کورٹ نے یہ موقف اختیار کیا کہ جس طرح مدعاعلیہ کے ساتھ مقدمہ چلانے والے دیگر دو افراد کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا ہے،اسی طرح مدعاعلیہ کو بھی اس طرح رہا کیا جانا چاہئے،خاص طور پر اس وقت جب ایسا لگتا ہے کہ مقدمے کی سماعت میں کافی وقت لگ سکتا ہے اور مدعاعلیہ کے فرار ہونے کا امکان نہیں ہے۔لہٰذا ہائی کورٹ نے مدعا علیہ کو ضمانت دے دی۔اس کے بعد ریاست نے خصوصی اجازت کی درخواست دی جسے منظور کرلیا گیا۔مدعاعلیہ کو دی گئی ضمانت اس عدالت کے ایک عبوری حکم کے ذریعے منسوخ کر دی گئی تھی،اور اب یہ معاملہ حتمی تصفیے کے لیے ہمارے سامنے آیا ہے۔

ہماری رائے میں ہائی کورٹ کے حکم میں ایک بنیادی غلطی ہے۔جب بھی کسی عدالت میں ضمانت کی درخواست دی جاتی ہے تو سب سے پہلے یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ جس جرم کے لئے ملزم پر مقدمہ چلایا جارہا ہے وہ قابل ضمانت ہے یا نہیں۔اگر جرم قابل ضمانت ہے تو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 496 کے تحت بغیر کسی تاخیر کے ضمانت دی جائے گی۔لیکن اگر جرم قابل ضمانت نہیں ہے،تو مزید غور وخوض پیدا ہوگا اور عدالت ان مزید غور و خوض کی روشنی میں ضمانت دینے کے سوال کا فیصلہ کرے گی۔ ہائی کورٹ کے حکم میں غلطی یہ ہے کہ اس نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ جس جرم کے لئے مدعاعلیہ کے خلاف مقدمہ چلایا جارہا ہے وہ قابل ضمانت ہے یا نہیں اگرچہ ہائی کورٹ نے یہ سوچا کہ اس مرحلے پر،جہاں وعدہ کی کارروائی ہونی تھی،اس سوال پر رائے کا اظہار کرنا مناسب نہیں ہوگا کہ آیا اس معاملے میں جرم دفعہ 5 کے تحت آتا ہے جو قابل ضمانت ہے یا اس کے تحت ہے۔دفعہ 3 جو قابل ضمانت نہیں ہے اسے اس مفروضے پر درخواست سے نمٹنا چاہئے تھا کہ جرم دفعہ 3 کے تحت ہے اور اس لئے قابل ضمانت نہیں ہے۔تاہم ہائی کورٹ نے ضمانت کی درخواست پر اس بنیاد پر سماعت نہیں کی،کیونکہ حکم میں کہا گیا ہے کہ یہ سوال قابل اعتراض ہے کہ آیا دفعہ 3 یا دفعہ 5 کے تحت جرم کو ناکام بنایا گیا ہے۔اس مشاہدے سے پتہ چلتا ہے کہ ہائی کورٹ نے سوچا کہ یہ ممکن ہے کہ جرم دفعہ 5 کے تحت

آتا ہے۔ ہماری رائے میں یہ وہ بنیادی غلطی تھی جس کی وجہ سے ہائی کورٹ نے اس کے سامنے ضمانت کی درخواست سے نمٹنا، اور ایچ کو اس معاملے پر غور کرنا چاہیے تھا، اگر اس نے اس مرحلے پر اس سوال کا فیصلہ کرنا مناسب نہیں سمجھا کہ جرم دفعہ 3 یا دفعہ 5 کے تحت ہے، اس مفروضے پر کہ یہ معاملہ ایکٹ کی دفعہ 3 کے تحت ناکام ہے۔ اس کے بعد عدالت کو مختلف پہلوؤں کو مدنظر رکھنا چاہیے تھا، جیسے جرم کی نوعیت اور سنگینی، ثبوتوں کی نوعیت، ایسے حالات جو ملزم کے لیے مخصوص ہیں، مقدمے کی سماعت کے دوران ملزم کی موجودگی کو محفوظ نہ ہونے کا معقول امکان، گواہوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کا معقول اندیشہ، عوام یا ریاست کے وسیع تر مفادات، اور اسی طرح کے دیگر معاملات، جو اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب کسی عدالت سے غیر ضمانتی جرم میں ضمانت مانگی جاتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 498 کے تحت ضمانت دینے کے معاملے میں ہائی کورٹ کے اختیارات بہت وسیع ہیں۔ اس کے باوجود جہاں جرم غیر ضمانتی ہے، غیر ضمانتی جرم میں ضمانت دینے سے پہلے مختلف پہلوؤں جیسے اوپر اشارہ کیا گیا ہے، کو دھیان میں رکھنا پڑتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ہائی کورٹ نے ایسا نہیں کیا ہے، کیونکہ اس نے اس طرح پیش رفت کی جیسے جس جرم کے لئے مدعاعلیہ کے خلاف مقدمہ چلایا جا رہا تھا وہ قابل ضمانت ہوسکتا ہے۔

ہائی کورٹ نے اس معاملے میں ضمانت دینے کی واحد وجہ یہ بتائی تھی کہ دیگر دو افراد کو ضمانت دے دی گئی تھی، مدعاعلیہ کے فرار ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا، اس کا اچھی طرح سے رابطہ تھا، اور یہ کہ مقدمے کی سماعت میں کافی وقت لگ سکتا تھا۔ حالانکہ، اگر ہائی کورٹ نے اس معاملے کو ایکٹ کی دفعہ 3 کے تحت غیر ضمانتی جرم سے متعلق سمجھا ہوتا تو اس پر صرف یہی غور و خوض نہیں کرنا چاہیے تھا۔

لہٰذا پہلا سوال جو ہمیں اس بات پر غور کرتے ہوئے کرنا ہے کہ آیا ہائی کورٹ کے حکم کو رد کیا جانا چاہیے، وہ یہ ہے کہ کیا یہ ایسا معاملہ ہے جو پہلی نظر میں ایکٹ کی دفعہ 3 کے تحت آتا ہے۔ تاہم، اس سوال کا فیصلہ کرنے کے ہائی کورٹ کے حکم کے بعد سے جو کچھ ہوا ہے، اسے دیکھتے ہوئے اب یہ غیر ضروری ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مدعاعلیہ کو دیگر دو افراد کے ساتھ تعزیرات ہند کی دفعہ 120-بی اور ایکٹ کی دفعہ 3 اور 5 اور دفعہ 120-بی کے تحت سیشن کورٹ میں پیش کیا گیا ہے۔ اس لئے بادی النظر میں مدعاعلیہ کے خلاف دفعہ 3 کے تحت معاملہ پایا گیا ہے۔ جو ناقابل ضمانت جرم ہے۔ اس پس منظر میں اب ہمیں غور کرنا ہے کہ کیا ہائی کورٹ

کے حکم کو رد کیا جانا چاہئے۔غیر ضمانتی جرم میں ضمانت دی جانی چاہیے یا نہیں، اس کا فیصلہ کرتے وقت عدالت کو جن دیگر باتوں کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے، ان میں جرم کی نوعیت بھی شامل ہے۔اور اگر جرم اس قسم کا ہے جس میں اس کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے ضمانت نہیں دی جانی چاہئے تو عدالت کو ضمانت دینے سے انکار کرنا چاہئے حالانکہ اس کے پاس ضابطہ فوجداری کی دفعہ 498 کے تحت بہت وسیع اختیارات ہیں۔اب ایکٹ کی دفعہ 3 ایک ایسا جرم عائد کرتی ہے جو ریاست کی حفاظت یا مفادات کے لئے نقصان دہ ہے اور کسی دوسرے شخص کو کوئی خفیہ سرکاری کوڈ یا پاس ورڈ یا کوئی خاکہ، منصوبہ، ماڈل، مضمون یا نوٹ یا دیگر دستاویز یا معلومات حاصل کرنے، جمع کرنے، ریکارڈ کرنے یا شائع کرنے یا کسی دوسرے شخص کو مطلع کرنے سے متعلق ہے۔ براہ راست یا بالواسطہ، دشمن کے لئے مفید ظاہر ہے کہ یہ جرم بہت سنگین نوعیت کا ہے جس سے ریاست کی حفاظت یا مفادات متاثر ہوتے ہیں۔مزید برآں اگر یہ جرم دفاع، اسلحہ خانے، بحریہ، فوجی یا فضائیہ کے ادارے، یا اسٹیشن، بارودی سرنگ، بارودی سرنگ، فیکٹری، ڈاک یارڈ، کیمپ، جہاز یا ہوائی جہاز یا کسی اور طرح سے حکومت کے نیوی 1، فوجی یا فضائیہ کے معاملات یا کسی خفیہ سرکاری کوڈ کے سلسلے میں کیا جاتا ہے تو اس کی سزا چودہ سال قید ہے۔ مدعاعلیہ کے خلاف مقدمہ حکومت کے فوجی امور سے متعلق ہے اور بادی النظر میں مدعاعلیہ کو جرم ثابت ہونے کی صورت میں چودہ سال قید کی سزا ہو سکتی ہے۔ان حالات میں جرم کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں ایسا لگتا ہے کہ یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے، جو بلاشبہ عدالت کے ماتحت ہے، ضابطہ فوجداری کی دفعہ 498 کے تحت مدعاعلیہ کے حق میں استعمال کیا جانا چاہیے تھا۔ہم مشورہ دیتے ہیں کہ مزید نہ کہیں کیونکہ اس کیس کی سماعت ابھی باقی ہے۔

یہ سچ ہے کہ مدعاعلیہ کے ساتھ جن دو افراد پر مقدمہ چلایا گیا تھا، انہیں وعدے کے حکم سے پہلے ضمانت پر رہا کر دیا گیا تھا۔لیکن مدعاعلیہ کا معاملہ واضح طور پر ان کے کیس سے مختلف ہے کیونکہ استغاثہ کی آسانی یہ ہے کہ یہ مدعاعلیہ ہے جو غیر ملکی ایجنسی کے ساتھ رابطے میں ہے نہ کہ اس کے ساتھ مقدمہ چلانے والے دیگر دو افراد۔حقیقت یہ ہے کہ مدعاعلیہ مفرور نہیں ہو سکتا ہے جو عدالت کو اس نوعیت کے معاملے میں ضمانت دینے کے لئے مجبور کرنے کے لئے کافی نہیں ہے، مزید یہ کہ چونکہ مدعاعلیہ سیشن کورٹ میں ٹرائل کے لئے پرعزم ہے، اس لئے اب اس بات کا امکان نہیں ہے کہ ٹرائل میں زیادہ وقت لگے گا۔ان حالات میں ہماری

رائے ہے کہ مدعا علیہ کو ضمانت دینے کا ہائی کورٹ کا حکم غلط ہے اور اسے خارج کر دینا چاہیے۔ لہٰذا ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور مدعا علیہ کو ضمانت دینے کے ہائی کورٹ کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔ چونکہ انہیں اس عدالت کے عبوری حکم کے تحت پہلے ہی گرفتار کیا جا چکا ہے، اس لئے اس سلسلے میں مزید حکم کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم، ہم ہدایت دیتے ہیں کہ سیشن جج اس بات کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کریں کہ جہاں تک ممکن ہو مدعا علیہ کا ٹرائل اس حکم کی تاریخ کے دو ماہ کے اندر شروع ہو۔

اپیل کی اجازت ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2024.06.12 15:08
I am the author of this document